کلام امام علیؑ میں اعتدال کے نمونے

Patterns of Moderation in Imam Ali's Sayings

Open Access Journal

Qtly. Noor-e-Marfat

eISSN: 2710-3463

pISSN: 2221-1659

www.nooremarfat.com

Note: All Copy Rights are Preserved.

Sadia Imrani

Ph.D Research Scholar, Comparative Tafseer Studies Department, Al-Mustafa International University, Qom, Iran.

E-mail: Sadyeh_byby@mail.miu.ac.ir

Orcid ID: 0009-0008-6794-7684

Abstract:

People of the world have different ideologies for prosperity in human life. As some of them consider human existence as limited to this world, so they have given a plan of goodness and welfare on basis limited to this world . According to them, man should get maximum comfort, peace and pleasure in this world; because nothing is to be gained after death.

On the contrary, some people kept in view the hereafter and are convinced of it but to such an extent that they have ignored the needs of the present world completely. They think all types of pursuit worldly comfort are an obstacle in the way of the goodness of hereafter. So, they give a lsson to live a life of monasticism by severing all ties with the world and the people of the world.

Meanwhile, Islam has shown the path of moderation by keeping its believers away from all kinds of excesses. In Islamic ideology, moderation is an excellent moral trait. This is the reason why Islam gives a lot of importance to moderation. In fact, Islam emphasizes upon moderation in belief, worship and all other activities. That is why Islam has emphasized upon moderation in the holy Quran and traditions.

In Islamic World, Hazrat Imam Ali (a.s.) is one world is on the

perfect level of asceticism, but at the same time, he seems to be so much busy in the settlement of the world affairs. He (a.s) also laid great emphasis on moderation in his golden words and sermons and have ordered moderation in various fields.
In this paper, an attempt has been made to find the patterns of moderation in the light of the words of Imam Ali (a.s).

Keywords: Moderation, Inflation, Excess, Prosperity.

خلاصہ

اہل دنیا نے انسانی زندگی میں خوشحالی کا جو لائحہ عمل تیار کیا ہے اس میں مختلف نظریات کار فرما ہیں۔ بعض لوگوں نے چونکہ انسانی وجود کو اسی دنیا میں محدود سمجھا ہے، اسی بنیاد پر اس کے لیے اچھائی اور خیر و برکت کا لائحہ دیا ہے۔ ان کے مطابق انسان کو اسی دنیا میں زیادہ سے زیادہ راحت، سکون اور لذت حاصل کر لینی چاہیے۔ کیونکہ موت کے بعد کچھ حاصل ہونے والا نہیں ہے۔
اِس بر عکس، بعض لوگوں نے آخرت کو مدّ نظر رکھا اور اس کے قائل ہوئے لیکن اس حد تک کہ موجودہ دنیا کی ضروریات کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا، بلکہ ہر قسم کی دنیا طلبی اور دنیاوی آرام و آسائش اور طلب کو آخرت کی راہ میں حائل سمجھنے لگے اور انہوں نے دنیا اور اہل دنیا سے تمام ناطے رشتے توڑ کر رہبانیت کی زندگی گزارنے کا درس دیا۔
لیکن اسلام نے اپنے ماننے والوں کو ہر قسم کی افراط و تفریط سے بچاتے ہوئے اعتدال کی راہ دکھائی ہے۔ اسلامی آئیڈیالوجی میں اعتدال ایک بہترین اخلاقی صفت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام اعتدال کو بہت زیادہ اہمیت دیتا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ احادیث اور روایات میں اس پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے؛ یہاں تک کہ اسلام میں عقیدے میں بھی اعتدال و میانہ روی کا حکم دیا گیا ہے۔
حضرت امام علی علیہ السلام عالم اسلام کی ایک ایسی ہستی ہیں جن میں کمال درجے کا زہد بھی پایا جاتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ دنیا کی آبادکاری اور دنیا محنت و تلاش میں بھی مصروف نظر آتے ہیں۔ آپ نے اپنے سنہری کلمات اور خطبات میں بھی اعتدال پر کافی زور دیا ہے اور آپ نے مختلف شعبوں میں اعتدال کا حکم دیا ہے۔
اس مختصر مقالے میں امام علی علیہ السلام کے کلام کی روشنی میں اعتدال اور میانہ روی کے نمونوں کو تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

کلیدی کلمات: اعتدال، افراط، تفریط، خوشحالی، میانہ روی۔

اعتدال کا معنی و مفہوم

"اعتدال" کا کلمہ لغوی لحاظ سے عدل کے مادہ سے باب افتعال کا مصدر ہے۔ جس کا معنی کم، کیف یا تناسب میں متوسط ہونا ہے: وَالْاِعْتِدَالُ تَوَسُّطُ حَالٍ بَیْنَ حَالَیْنِ فِيْ کَمٍ اَوْ کَیْفٍ وَکُلُّ مَا تَنَاسَبَ فَقَدْ اِعْتَدَلَ۔ [1] یعنی: "کسی چیز کی کمیت اور کیفیت کی دونوں حالتوں میں سے درمیانی حالت کو اختیار کرنا اور ہر چیز کا تناسب قائم کرنا اعتدال کہلاتا ہے۔"

اصطلاح میں اعتدال اور میانہ روی کا مطلب ہے: "تمام احکام وامور میں ایسی درمیانی راہ اختیار کرنا جس میں نہ افراط ہو نہ تفریط یعنی نہ شدت ہو اور نہ از حد کوتاہی۔" الوسط فضیلۃ بین رذیلتین "یعنی: دو گھٹیا اور پَست حالتوں کی درمیانی حدّ کو "اعتدال" اور میانہ روی کہا جاتا ہے۔" دوسرے الفاظ میں "افراط" اور "تفریط" جو کہ دونوں پَست اور گھٹیا خصوصیات اور حالتیں ہیں، اُن کی درمیانی حدّ، یعنی جہاں نہ افراط ہو، نہ تفریط ہو، اسے "اعتدال" کہا جائے گا۔

اعتدال کی ضرورت اور اہمیت

کسی بھی چیز کی اہمیت کا اندازہ اس کے فوائد اور اس سے متعلق کی گئی تاکید اور سفارش سے کیا جاتا ہے۔اعتدال ایک اخلاقی صفت ہے اور اس کی قرآن وسنت میں بہت تاکید کی گئی ہے۔ قرآن مجید میں عدل کا کلمہ تقریباً 28 دفعہ مصدر، ماضی، مضارع اور امر کے صیغوں میں استعمال ہوا ہے۔اس سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اشیاء اور اشخاص میں یہ خصوصیت، ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خداوند عالم نے اسلام کو اپنا پسندیدہ دین قرار دیا اور امت مسلمہ کو معتدل اور وسط امت کے لقب سے نوازا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (143:2)

ترجمہ: "اور اسی طرح ہم نے تمہیں ایک درمیانی امت بنایا ہے۔ تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو اور رسول تم پر گواہ رہیں۔"

دراصل، افراط ہو یا تفریط، دونوں کا نتیجہ کجی اور کجروی، نیز فساد اور بربادی ہی نکلتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی تمام اشیاء اگر قائم و دائم ہیں تو اپنے اعتدال کی وجہ سے۔ اسی طرح اشخاص اور افراد کی بقاء اور ان کا ارتقاء بھی اعتدال کا مرہونِ منّت ہے۔ لہٰذا کائنات کے ذرے ذرّر اور ہر فرد کو چاہے وہ مسلم ہو یا غیر مسلم، سب کے لیے اعتدال ضروری ہے۔ بدقسمتی سے چونکہ موجودہ زمانہ، ہر طرف افراط و تفریط کا زمانہ ہے تو اس میں اعتدال کی اہمیت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اس موضوع کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے تاکہ دنیا میں امن و

امان اور انسانی سماج کی ترقی اور کمال کی راہیں ہموار ہو سکیں۔

اعتدال کے بارے میں امام علیؑ کے فرامین

حضرت امام علی علیہ السلام نے انسانی سماج میں اعتدال کی اہمیت کو بہترین طریقے سے اجاگر فرمایا ہے۔آپ ہر جگہ اور ہر شعبے میں اور ہر قسم کے حالات میں اعتدال قائم رکھنے پر زور دیتے ہیں۔آپ کا فرمان ہے: "میانہ روہلاک نہیں ہوتا۔"[2] نیز فرمایا آپ کا فرمان ہے: "ہر معتدل اور نیک طلب محروم نہیں رہتا، اسے کافی مقدار میں ملے گا۔"[3]
آپ نے اپنے بعض والیوں کے نام لکھا: واقتَصِدْ في أمرِكَ،[4] یعنی: "اپنے امور میں اعتدال اختیار کرو۔"
امام علیؑ کے اعتدال کے بارے میں موجود فرامین کو مختلف عناوین کے تحت تقسیم کیا جاسکتا ہے؛ مثلاً عقائد واحکام واخلاق میں اعتدال اور اجتماعی وانفرادی زندگی میں اعتدال وغیرہ۔ ذیل میں انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں، ابعاد اور خصوصیات میں اعتدال کے قیام کے حوالے سے حضرت امام علی علیہ السلام کے فرامین اور ان کی تشریحات بیان کی گئی ہیں۔

1) عقیدے میں اعتدال

عقیدے میں اعتدال کی اہمیت زندگی کے دوسرے میدانوں میں اعتدال کو اپنانے سے بہت زیادہ ہے؛ کیونکہ عقیدہ انسان کے عمل کی بنیاد اور جڑ کی حیثیت رکھتا ہے جیسی بنیاد ہو عمارت بھی ویسی ہی ہو گی کمزور اور ٹیڑھی بنیاد پر مضبوط اور سیدھی عمارت کبھی بھی قائم نہیں کی جاسکتی۔
خدا وند عالم کی ذات پر سب مسلمانوں کا عقیدہ ہے لیکن اس کی صفات اور افعال کے لحاظ سے بعض لوگ افراط و تفریط کا شکار ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام کی تعلیمات میں اللہ تعالی کی ذات و صفات کی معرفت میں، نیز اللہ تعالی کے افعال میں بھی اعتدال کی تعلیم واضح نظر آتی ہے۔ جہاں تک اللہ تعالی کی ذات و صفات کی معرفت میں میانہ روی اور اعتدال کا تعلق ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خداوند تعالی کی ذات و صفات نہ اس قدر برتر ہیں کہ ان کی ہر قسم کی معرفت ناممکن ہو اور درنتیجہ اللہ تعالی کی معرفت کے حصول کے امکان کی نفی کر دی جائے اور معرفت پروردگار سے انسانی عقول کی تعطیل اور چھٹی کروادی جائے۔ اور نہ ہی خداوند تعالی کو ایسی صفات سے متصف کیا جائے کہ نعوذ باللہ، اللہ تعالی کی ذات متعال کو بشری صفات سے متصف کر دیا جائے یا ایسی ذات و صفات کا حامل قرار دیا جائے جن کا مکمل عقلی احاطہ ممکن ہو۔
جہاں تک افعال باری تعالی میں اعتدال کے عقیدے کا تعلق ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خداوند تعالی اپنے افعال میں نہ کسی غیر کے ارادے یا مشیت کے تابع ہے اور نہ ہی اس کے افعال حکمت کی قید سے خارج اور عدل کے

پیمانے سے باہر ہیں۔ اُس کی تکوین و تشریع اور ہر فعل و فیض، پیمانہ عدل سے لبریز اور نپا تلا ہے۔
چنانچہ نہج البلاغہ کے پہلے خطبے میں آپ نے سب سے پہلے اللہ تعالی کی ذات و صفات کے بشری ادراک کے احاطے سے باہر ہونے کی بات کی ہے۔آپ ارشاد فرماتے ہیں: الحمد لله الذی لا یبلغ مدحته القائلون، و لا یحصی نعمائه العادّون... الذی لا یدرکه بعد الهمم و لا ینالہ غوص الفطن...یعنی: "تمام حمد اس اللہ کے لیے جس کی مدح تک بولنے والوں کی رسائی نہیں، جس کی نعمتوں کو گننے والے گن نہیں سکتے، نہ کوشش کرنے والے اس کا حق ادا کر سکتے ہیں۔ نہ بلند پرواز ہمتیں اسے پا سکتی ہیں، نہ عقل و فہم کی گہرائیاں اس کی تہہ تک پہنچ سکتی ہیں۔اس کے کمالِ ذات کی کوئی حد معین نہیں، نہ اس کے لئے توصیفی الفاظ ہیں۔ نہ اس کی [ابتداء] کے لئے کوئی وقت ہے جسے شمار میں لایا جاسکے، نہ اس کی کوئی مدّت ہے جو کہیں پر ختم ہو جائے۔"[5]
مع الوصف، آپ نے اسی خطبے میں اللہ تعالی کی ذات و صفات کی معرفت کے حصول سے بشری عقول کی تعطیل کی بھی نفی فرمائی ہےاور درمیانہ اور معتدل عقیدہ کی ترویج فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں: کائن، لا عن حدث، موجود لا عن عدم مع کلّ شیء لا بمقارنة و غیر کلّ شیء لا بمزایلة فاعل لا بمعنی الحرکات و الألة، بصیر..."یعنی: "وہ "ہے"؛ لیکن [حادث] ہوا نہیں۔ "موجود ہے"؛ مگر عدم سے وجود میں نہیں آیا، وہ "ہر شئے کے ساتھ ہے"؛ نہ جسمانی اتصال کی طرح؛ وہ "ہر چیز سے علیحدہ ہے"، نہ جسمانی دُوری کے طور پر۔وہ "فاعل" ہے؛ لیکن حرکات و آلات کا محتاج نہیں۔ وہ اُس وقت سے "بصیر" ہے جب کہ مخلوقات میں کوئی چیز دکھائی دینے والی نہ تھی؛ وہ "یگانہ" ہے؛ اس لئے کہ اس کا کوئی ساتھی ہی نہیں ہے کہ جس سے وہ مانوس ہو اور اسے کھو کر پریشان ہو جائے۔"[6]
یوں پورے خطبے میں آپ نے اللہ تعالی کی بیسیوں صفات بیان بھی کی ہیں جو ثبوتی صفات ہیں[7] اور ظاہر ہے اِن صفات کے ادراک ہی کا نام عقیدہ توحید ہے۔ گویا امیر المومنین علی علیہ السلام نے نہج البلاغہ کے نہ فقط پہلے بلکہ بیسیوں خطبات میں صفات باری تعالی بیان کرنے کے ساتھ ساتھ عدل الہی یعنی افعال پروردگار کا حکمت اور اعتدال کے تابع ہونے پر بھی گران قیمت ارشادات بیان فرمائے ہیں اور مسلمانوں کو توحید پر عقیدے میں اعتدال اور میانہ روی کی تعلیم دی ہے۔
توحید کے بعد نبوت کے عقیدہ میں بھی اعتدال ضروری ہے۔ نبوت پہ ایسا عقیدہ ہونا چاہیے جس طرح اسلامی تعلیمات درس دیتی ہیں۔ مثال کے طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی مدح و تعریف میں حد سے تجاوز کرنے سے منع فرمایا تاکہ اللہ کے ساتھ شرک نہ واقع ہو جائے۔ آپؐ نے فرمایا: لا تُطْرُونی کما أَطْرَتِ النصارَی المسِیحَ فإِنَّما أَنا عَبْدٌ و لکن قولوا عبدُ الله و رَسُولُه۔[8] یعنی: "میری

مدح سرائی میں غلو و انتہا پسندی سے کام نہ لو جیسا کہ نصاریٰ عیسیٰ بن مریمؑ کی تعریف میں حد سے آگے بڑھ گئے۔ میں صرف ایک بندہ ہوں تو مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہا کرو۔"

اسی طرح اور جگہ فرماتے ہیں: لا تُطْرُوني كما أَطْرَتِ النَّصارَى المسِيحَ بن مَرْيَم، لأَنَّهم مَدَحُوه بما ليسَ فيه، فقالوا: ثالِثُ ثَلاثَةٍ و إنَّه ابْنُ اللّهِ و شِبْهُ ذلكَ مِن شِرْكِهم و كُفْرِهِم۔[9] یعنی: "میری مدح سرائی میں غلو و انتہا پسندی سے کام نہ لو جیسا کہ نصاریٰ عیسیٰ بن مریمؑ کی تعریف میں حد سے آگے بڑھ گئے۔ کیونکہ انہوں نے عیسیٰ [علیہ السلام] کی مدح سرائی میں وہ کچھ کہہ دیا جو [صفت] ان میں نہیں پائی جاتی تھی۔ سو انہوں نے کہا: تین کا تیسرا اور یہ کہ وہ اللہ کے بیٹے ہیں اور ان کے شبیہ ہیں اور یہ نصاریٰ کا شرک اور کفر تھا۔"

توحید اور نبوت پر عقیدہ میں اعتدال کے بعد امامت پر عقیدہ رکھنے کے لیے بھی اعتدال بہت ضرورت ہے۔ دراصل، رسولِ خداﷺ کے فرمان کے مطابق حضرت علیؑ کی محبتِ ایمان کی علامت ہے اور یہ محبت خدا و رسولﷺ کی محبت کے سبب سے ہے اس لئے حد سے افراط بھی غلط ہے اور تفریط بھی غلط ہے علیؑ سے بغض نفاق کی علامت ہے اور انہیں ان کی شان سے بڑھانا شرک و کفر کی علامت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے کلام میں اپنے بارے میں غلو کرنے والوں اور آپ کے فضائل و کمالات کا انکار اور انہیں گھٹانے والوں، دونوں طرح کے لوگوں کی شدید مذمت فرمائی۔ آپ نے اعتدال کو امت محمدیہ کا بہترین امر قرار دیا۔ آپ فرماتے ہیں:

"اس امت کا بہترین امر، معتدل طریقہ ہے (آئمہ کے بارے میں ایسا ہی عقیدہ ہونا چاہیے، مثلاً انسان کو یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ وہ خدا کے خاص بندے ہیں، اس کی مخلوق ہیں، انسانیت کے بلند ترین درجے پر فائز ہیں، دوسروں سے ان کا موازنہ نہیں کیا جا سکتا، ان کے فضائل بے شمار ہیں، کوئی انسان ان کی منزل کو نہیں پہنچ سکتا) غلو کرنے والا (انہیں خدا سمجھنے والا) اس کی طرف رجوع کرتا ہے اور پیچھے رہ جانے والا اس سے ملحق ہوتا ہے۔"[10]

حضرت علیؑ نے اپنے چاہنے والوں کو اپنی محبت میں بھی اعتدال کا دامن نہ چھوڑنے کی تاکید کی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں: يهلك في رجلان محب غال و مبغض قال۔[11] یعنی: "میرے بارے میں دو طرح کے لوگ ہلاک ہو گئے ہیں وہ دوست جو دوستی میں غلو سے کام لیتے ہیں اور وہ دشمن جو دشمنی میں مبالغہ کرتے ہیں۔"

ایک اور جگہ فرمایا: يَهْلِكُ فِيَّ رَجُلَانِ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ وَ بَاهِتٌ مُفْتَرٍ[12] یعنی: "میرے بارے میں دو طرح کے لوگ ہلاک ہوں گے؛ ایک افراط کا شکار محب؛ اور دوسرا تفریط کا شکار افتراء پرداز۔"

حضرت کے اس کلمے کی روشنی میں ان کا حقیقی محب صرف وہی ہے جو نہ انہیں حد سے آگے بڑھائے اور نہ ہی ان حضرتؑ کو ان کی منزلت اور مقام سے جو خدا نے انہیں عطا کیا ہے نیچے گرائے۔ حقیقت میں ایسا ہی شخص آپ کا چاہنے والا اور محب ہے۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں: نَحْنُ النُّمْرَقَةُ الوُسْطى بِها يَلْحَقُ التَّالى وَ اِلَيْها

يَرْجِعُ الغالی۔[13] یعنی: " ہم اہل بیتؑ ہی وہ نقطہ اعتدال ہیں جن سے پیچھے رہ جانے والا آگے بڑھ کر ان سے مل جاتا ہے اور آگے بڑھ جانے والے پلٹ کر ملحق ہو جاتا ہے۔"

2) عبادت میں اعتدال

عبادت کو انجام دینے کے ساتھ ساتھ انسانی فطری تقاضوں کو پورا کرنا، صرف رہبانیت یا صرف مادیت کو اختیار کیے بغیر روح و جسم کے درمیان نازک رشتے کا خیال رکھتے ہوئے فرامین خدا وندی کی روشنی میں زندگی بسر کرنا عبادت میں اعتدال و میانہ روی کہلاتا ہے۔ خدا وند عالم کا ارشاد ہے: وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا (28:77) ترجمہ: "اور جو کچھ اللہ تعالی نے تجھے دے رکھا ہے اس میں سے آخرت کے گھر کی تلاش بھی رکھ اور اپنے دنیوی حصے کو بھی نہ بھول۔"

رسول خداﷺ فرماتے ہیں: فان المنبت لا ارضا قطع ،ولا ظهرا ابقا۔[14] یعنی: "چند منزلوں کو ایک ہی دم میں طے کرنے کا خواہشمند، نہ تو مسافت طے کر پاتا ہے اور نہ اپنی سواری کے جانور کی پشت کو صحیح و سالم چھوڑتا ہے۔" لہٰذا عبادت میں افراط اور تفریط جاہل کی علامات ہے۔ جیسا کہ حضرت علیؑ ارشاد فرماتے ہیں: لا ترى الجاهل إلّا مفرطا، أو مفرّطا۔[15] یعنی: "جاہل ہمیشہ افراط اور تفریط کا شکار رہتا ہے یا حد سے آگے بڑھ جاتا ہے یا پیچھے ہی رہ جاتا ہے۔ (کہ اسے حد کا اندازہ ہی نہیں ہے)۔"

عبادت میں اعتدال قائم کرنے کے حوالے سے حضرت علیؑ ارشاد فرماتے ہیں: واقْتَصِدْ يا بُنَيَّ في مَعيشَتِكَ، واقْتَصِد في عبادَتِكَ، وعليك فيها بالأمرِ الدَّائِمِ الَّذي تُطِيقُه۔[16] یعنی: "بیٹا! اپنے اخراجات اور عبادت میں اعتدال اور میانہ روی اختیار کرلو اور ہمیشہ وہ کام انجام دو جو تمہاری قدرت میں ہو۔"

3) اخلاقی امور میں اعتدال

حضرت علی علیہ السلام کی نظر میں اعتدال ہی وہ راستہ ہے جو ہمیں نجات کی طرف لے جاتا ہے؛ جیسا کہ آپ ارشاد فرماتے ہیں: مَنْ اَخَذَ القَصْدَ حَمِدُوا اِلَيْهِ طَرِيقَه وَ بَشَّرُوهُ بِالنَّجَاةِ [17] یعنی: "جو صحیح راستہ پر چلتا ہے اس کی روش کی تعریف کرتے ہیں اور اسے نجات کی بشارت دیتے ہیں۔"

4) روابط میں اعتدال

غیر ضروری خضوع اور جذبہ کے اظہار کے بارے میں فرماتے ہیں: ما اقبح الخضوع عند الحاجة والجفا عند الغنى۔[18] یعنی: :احتیاج کے وقت خضوع اور خشوع کا اظہار کس قدر ذلت کی بات ہے اور

بے نیازی کے وقت بدسلوکی کس قدر قبیح حرکت ہے۔"
رسول گرامی اسلام ﷺ جن کی سیرت ہمارے لئے نمونہ عمل ہے۔ حضرت علیؑ ان کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں: سِيرَتُهُ الْقَصْدُ[19] یعنی: "ان کی سیرت میانہ روی تھی۔" نیز فرمایا: المؤمن سيرته القصد و سنّته الرّشد۔[20] یعنی: "مومن کی سیرت میانہ روی اور اس کی عادت اچھائی ہوتی ہے۔"
امام حسینؑ فرماتے ہیں، میں نے اپنے والد امیر المؤمنینؑ سے رسول اللہ ﷺ کی گھر سے باہر کی سیرت کے بارے میں سوال تو آپؑ نے فرمایا: فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) يَخْزُنُ لِسَانَهُ إِلَّا عَمَّا يَعْنِيهِ... يُحَسِّنُ الْحَسَنَ وَ يُقَوِّيهِ وَ يُقَبِّحُ الْقَبِيحَ وَ يُوهِنُهُ مُعْتَدِلَ الْأَمْرِ غَيْرَ مُخْتَلِف[21] یعنی: "رسول اللہ ﷺ قابل توجہ بات کہنے کے علاوہ خاموشی اختیار فرماتے۔۔ نیکی کی ستائش فرماتے اور اس کی تقویت کرتے اور برائی کی مذمت فرماتے اور اس کی حوصلہ شکنی کرتے؛ امور میں اعتدال اور میانہ روی اختیار فرماتے اور افراط و تفریط سے پرہیز کرتے تھے۔"
بنابریں، مثالی معاشرہ وہی معاشرہ ہے جو ہر طرح کے انحراف اور کجی سے بچے اور اعتدال و میانہ روی کو اختیار کرے کیونکہ اسی میں سلامتی ہے جیسا کہ حضرت علیؑ فرماتے ہیں: من أراد السّلامة فعليه بالقصد۔[22] یعنی: "جو سلامتی چاہتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ میانہ روی اختیار کرے۔"

5) اخراجات میں اعتدال

انفاق و خرچ میں میانہ روی اس فرمان الٰہی سے واضح ہے:
وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا (67:25)
ترجمہ: "اور جو خرچ کرتے وقت بھی نہ تو اسراف کرتے ہیں نہ بخیلی، بلکہ ان دونوں کے درمیان معتدل طریقے پر خرچ کرتے ہیں۔"
اسی قرآنی اصول کی پیروی میں مولائے کائنات حضرت علیؑ بھی اسراف اور تبذیر نیز کنجوسی سے منع کرتے ہیں۔ اس حوالے سے بھی آپ کی نصیحت اعتدال ہے: كن سمحاً ولا تكن مبذّراً وكن مقدّراً ولا تكن مقتّراً۔[23] یعنی: "سخاوت مندی کرو، لیکن فضول خرچی نہ کرو اور کفایت شعاری اختیار کرو، لیکن کنجوس مت بنو۔" امیر المومنینؑ نے ایک کلام میں ایک دوسرے کی متضاد صفات بیان کر کے انسانیت کو اعتدال کا صحیح راستہ دکھایا ہے۔ کفایت شعاری اور سخاوت کی سفارش کی ہے اور بخل اور اسراف سے منع کیا ہے۔ ایک اور جگہ آپؑ نے اسراف کے بارے میں یوں فرمایا ہے: فَدَعِ الْإِسْرَافَ مُقْتَصِداً[24] یعنی: "اسراف کو چھوڑ کر میانہ

روی اختیار کرو۔"

آپؑ سے نقل ہوا ہے: ألإقتصاد ينمى اليسير. ألإسراف يفنى الكثير۔[25] یعنی: "میانہ روی کم چیز کو بڑھا دیتی ہے اور اسراف کثیر چیز کو فنا کر دیتا ہے۔" نیز اعتدال سے ہٹنے والوں کی مذمت کرتے ہوئے اور ان کو افراط و تفریط کے بُرے آثار سے آگاہ کرتے ہوئے حضرت علیؑ فرماتے ہیں: ثَمَرَةُ التَّفْرِيطِ النَّدَامَةُ وَ ثَمَرَةُ الْحَزْمِ السَّلَامَةُ[26] یعنی: "کوتاہی کا نتیجہ شرمندگی ہے اور احتیاط و دوراندیشی کا نتیجہ سلامتی ہے۔"

6) حکومتی امور میں اعتدال

امیر المومنینؑ اپنے بعض گورنروں کو عوام الناس کے ساتھ میانہ روی اختیار کرنے کی سفارش کرتے ہوئے فرماتے ہیں: فَالْبَسْ لَهُمْ جِلْبَاباً مِنَ اللِّينِ تَشُوبُهُ بِطَرَفٍ مِنَ الشِّدَّةِ وَ دَاوِلْ لَهُمْ بَيْنَ الْقَسْوَةِ وَ الرَّأْفَةِ وَ امْزُجْ لَهُمْ بَيْنَ التَّقْرِيبِ وَ الْإِدْنَاءِ وَ الْإِبْعَادِ وَ الْإِقْصَاءِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ[27] یعنی: "ان کے ساتھ ایسی نرمی کا رویہ اختیار کرو جس میں قدرے سختی بھی شامل ہو اور ان کے ساتھ سختی اور نرمی کے درمیان کا سلوک کرو کہ کبھی قریب کر لو کبھی دور کر لو۔ کبھی نزدیک بلاؤ اور کبھی الگ رکھو۔" حضرت علیؑ مالک اشتر کے عہد نامے میں ارشاد فرماتے ہیں: وَلْيَكُنْ اَحَبُّ الْاُمُورِ اِلَيْکَ اَوْسَطُها فِى الْحَقِّ[28] یعنی: "تمہارے لئے پسندیدہ کام وہ ہونا چاہیے جو حق کے اعتبار سے بہترین ہو۔"

نتیجہ گیری

نتیجہ یہ ہے کہ دین اسلام کی تمام تر تعلیمات کی بنیاد اعتدال و میانہ روی پر رکھی گئی ہے؛ چاہے ان کا تعلق قول و عمل سے ہو یا اخلاق و معاملات یا دوسرے امور سے۔ یہ عظیم و نمایاں تعلیم اسلام کا خاصہ ہے، جس سے دنیا کے دیگر تمام ادیان و مذاہب عاری ہیں اور یہ ان بیش بہا خصوصیات و اوصاف میں سے ایک ہے جن کی وجہ سے دین اسلام کو دنیا و آخرت میں کامیابی کا واحد ذریعہ ہونے کا امتیاز حاصل ہے۔ حضرت علی علیہ السلام اس اخلاقی صفت کو بہت پسند کرتے ہیں اور آپ کے فرامین میں اس کے واضح طور پر نمونے ملتے ہیں۔

*****

References

1. Ibrahim Mustafa & Grouw Nawstgaan, *Al-Mu'jam al-Wasit*, (Lahore, Maktaba Rahmaniya, nd.), 696; Muhammad Ibn Makram, Ibn Manzoor, *Lisaan ul Arab*, Vol. 3, (Beirut, Mossah Al-Alami, Lilmutbowaat, 1414 AH), 2532; Al-Zahir Ahmad, Al-Zawi, *Tarteeb Al-Qamos al-Mawheet*, Vol. 3, (Beirut, Darul-Fikr, nd.), 172.

ابراہیم مصطفیٰ اور گروہ نویسندگان، *المعجم الوسیط*، (لاہور، مکتبہ رحمانیہ، سن ندارد)، 696؛ محمد ابن مکرم، ابن منظور، *لسان العرب*، ج3، (بیروت، موسسہ الاعلمی، للمطبوعات، 1414)، 2532؛ الظاہر احمد، الزاوی، *ترتیب القاموس المحیط*، ج3، (بیروت، دارالفکر، سن ندارد)، 172۔

2. Muhammad Baqir, Majlisi, *Bihar al-Anwar*, Vol. 74, Chap. II, (Beirut, Dar Ihya Al-Turath al-Arabi, 1403 AH), 212; Hassan bn Ali, Harani, *Tufh al-Aqool*, Chap. II, (Qom, Jamia Madraseen, 1404 AH), 85; Muhammad bn Hussain Jamal, Khawansari, *Sharh Aqa Jamal Khawansari br Gharor wa dar al-Hikam*, Vol. 5, Chap. IV, (Tehran, Danashgah Tehran, 1366 SH), 70.

محمد باقر، مجلسی، *بحارالانوار*، ج74، چاپ دوم، (بیروت، دارإحیاء التراث العربی، 1403ق)، 212؛ حسن بن علی، حرانی، *تحف العقول*، چاپ: دوم، (قم، جامعہ مدرسین، 1404)، 85؛ محمد بن حسین جمال، خوانساری، *شرح آقا جمال خوانساری بر غررالحکم ودررالکلم*، ج5، چاپ چہارم، (تہران، دانشگاہ تہران، 1366ش)، 70۔

3. Syed Hussain Sheikh ul-Islami, *Aqwal Ali Hidayat al-Ilam wa Gharral al-Hikm*, translate: Allama Nisar Ahmad Zain Puri, (Lahore, Misbah Al-Quran Trust, 2012), 96.

سید حسین شیخ الاسلامی، *اقوال علی ھدایۃ العلم وغررالحکم*، ترجمہ: علامہ نثار احمد زین پوری، (لاہور، مصباح القرآن ٹرسٹ، 2012)، 96۔

4. Ibid, 172.

ایضاً، 172۔

5. Imam Ali (A.S), *Nahj al-Balagha*, translate and footnotes: Mufti Jafar Hussain, (Shacago, Baitul Elam Academy, 2022), 91.

امام علی علیہ السلام، *نہج البلاغہ*، ترجمہ وحواشی: مفتی جعفر حسین، (شکاگو، بیت العلم اکیڈمی، 2022ع)، 91۔

6. Ibid, 92.

ایضا، 92۔

7. See: Ibid, Sermon # 63, 88, 184.

دیکھیں: ایضا، خطبہ نمبر 63، 88، 184۔

8. Ibn Manzoor, *Lisaan ul Arab*, Vol. 15, Chap. III, 6.

ابن منظور، *لسان العرب*، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، ج15، چاپ سوم، 6۔

9. Muhammad Murtaza Hussaini, Zubaydi, *Taj al-Aros min Jawahar al-Qamoos*, Vol. 19, (Beirut, Dar al-Fikr, 1414 AH), 632.

محمد مرتضی حسینی، زبیدی، *تاج العروس من جواہر القاموس*، ج19، (بیروت، دار الفکر، 1414ق)، 632۔

10. Syed Muhammad bn Hussain, Sharif Al-Razi, *Nahj al-Balaghah* (Qom, Hijrat, 1414 AH), 364.

سید محمد بن حسین، شریف الرضی، *نہج البلاغۃ*، (قم، ہجرت، 1414ق)، 364۔

11. Ibrahim bn Muhammad bn Saeed bn Hilal, Saqfi, *Al-Gharat*, Vol. 2, (Tehran, Anjuman Ashar Milli, 1395 SH), 588; Muhammad bn Ali, Karajki, *Mahdan al-Jawahar wa Riyazat al-Khwatar*, Chap. II, (Tehran, Al-Maqtabah Al-Murtazawiya, 1394 SH / 1353 SH), 26; Abd al-Wahed bn Muhammad Tamimi, Amadi, *Gharr al-Hakam wa Darr al-Kalam*, Chapt. II, (Qom, Dar al-Kitab al-Islami, 1410 AH), 735.

ابراہیم بن محمد بن سعید بن ہلال، ثقفی، *الغارات*، ج2، (تہران، انجمن آثار ملی، 1395ق)، 588؛ محمد بن علی، کراجکی، *معدن الجواہر و ریاضۃ الخواطر*، چاپ دوم، (تہران، المکتبۃ المرتضویۃ، 1394ق/1353ش)، 26؛ عبد الواحد بن محمد تمیمی، آمدی، *غرر الحکم ودرر الکلم*، چاپ دوم، (قم، دار الکتاب الإسلامی، 1410ق)، 735۔

12. Muhammad bn Hussain, Sharif al-Razi, *Khasais al-Aimah (a.s)*, (Mashhad, Astan Quds Razvi, 1406 AH), 124.

محمد بن حسین، شریف الرضی، *خصائص الائمۃ علیہم السلام (خصائص إمیر المؤمنین علیہ السلام)*، (مشہد، آستان قدس رضوی، 1406ق)، 124۔

13. Harani, *Tufh al-Aqool*, 116; Sharif al-Razi, *Nahj al-Balagha*, 488; Muhammad bn Muhammad, Mufid, *al-Amali*, (Qom, Kangra Sheikh Mufid, 1413 AH), 4.

حرانی، *تحف العقول*، 116؛ شریف الرضی، *نہج البلاغۃ*، 488؛ محمد بن محمد، مفید، *الأمالی*، (قم، کنگرہ شیخ مفید، 1413ق)، 4۔

14. Shaheed Murtaza, Mutahari, *Tahirat Rooh*, Trans: Sajjad Hussain Qaimi, (nc., Al-Zahra Publishers, 2010), 145.

شہید مرتضٰی، مطہری، *طہارت روح*، ترجمہ: سجاد حسین قائمی، (شہر ندارد، الزہراء پبلشرز، 2010)، 145۔

15. Mirza Habibullah Hashemi, Khoi, *Minhaj al-Baraa' fi Sharh Nahj al-Balagha*, Vol. 1, Chap. 4, (Tehran, Maktabah al-Islamiya, 1400 AH), 194; Fakher al-Din bn Muhammad, Tareehi, *Majma Al-Bahrain*, Vol. 4, Chap. III, (Tehran, Murtazavi, 1375 SH), 265.

میرزا حبیب اللہ ہاشمی، خوئی، *منہاج البراعۃ فی شرح نہج البلاغۃ*، ج1، چاپ چہارم، (تہران، مکتبۃ الاسلامیۃ، 1400ق)، 194؛ فخر الدین بن محمد، طریحی، *مجمع البحرین*، ج4، چاپ سوم، (تہران، مرتضوی، 1375ش)، 265۔

16. Ali Ahmadi, Mianji, *Makatib al-Ihmama alaihim salam*, Vol. 2, (Qom, Dar al-Hadith, 1426 AH), 236.

علی احمدی، میانجی، *مکاتیب الائمۃ علیہم السلام*، ج2، (قم، دار الحدیث، 1426ق)، 236۔

17. Al-Razi, *Nahj al-Balaghah*, Sermon 222.

الرضی، *نہج البلاغہ*، خطبہ 222۔

18. Al-Razi, *Nahj al-Balaghah*, Letter # 13, 601.

الرضی، *نہج البلاغہ*، مکتوب 13، 601۔

19. Al-Razi, *Nahj al-Balaghah*, 139; Majlisi, *Bihar al-Anwar*, Vol. 16, 379.

الرضی، *نہج البلاغۃ*، 139؛ مجلسی، *بحار الانوار*، ج16، 379۔

20. Khawansari, *Sharh Aqa Jamal Khawansari br Gharor wa dar al-Hikam*, Vol. 1, 388.

خوانساری، *شرح آقا جمال خوانساری بر غرر الحکم و درر الکلم*، ج1، 388۔

21. Muhammad bin Ali, Ibn Babawiyah, Ayon Akhbar al-Raza (A.S), Vol. 1, Chap. I, (Tehran, Nashar Jahan, 1378 SH), 318; Muhammad Ibn Ali, Ibn Babawiyah, *Ma'ani Al-Akhbar*, Chap. I, (Qom, Dafter AntaSharat-e-Islami Wabasta ba Jamia Madraseen Hoz-e-Illamieh Qom, 1403 AH), 82; Syed Hashim bn Sulaiman, Bahrani, *Haliya Al-Abrar fi Ahwal Muhammad wa Alah al-Athar (A.S)*, Vol. 1, Chap. I, (Qom, Mossat Al-Maarif Islamiat, 1411 AH), 175; Majlisi, *Bihar al-Anwar*, Vol. 16, Chap- II, 151.

محمد بن علی، ابن بابویہ، *عیون اخبار الرضا علیہ السلام*، ج1، چاپ اوّل، (تہران، نشر جہان، 1378ق)، 318؛ محمد بن علی، ابن بابویہ، *معانی الاخبار*، چاپ اوّل، (قم، دفتر انتشارات اسلامی وابستہ بہ جامعہ مدرسین حوزہ علمیہ قم، 1403ق.)، 82؛ سید ہاشم بن سلیمان، بحرانی، *حلیۃ الابرار فی احوال محمّد و آلہ الاطہار علیہم السلام*، ج1، چاپ اوّل، (قم، مؤسسۃ المعارف الاسلامیۃ، 1411ق)، 175؛ مجلسی، *بحار الانوار*، ج16، چاپ دوّم، 151۔

22. Amadi, *Gharr al-Hakam wa Darr al-Kalam*, 596.

آمدی، *غرر الحکم و درر الکلم*، 596۔

23. Sharif Al-Razi, *Nahj al-Balaghah*, 474; Ab dal-Wahed bn Muhammad, Tamimi Ammadi, *Gharar al-Hakam wa Darr al-Kalam*, Chap. II, (Qom, Dar al-Kitab al-Islami, 1410 AH), 528.

شریف الرضی، *نہج البلاغہ*، 474؛ عبد الواحد بن محمد، تمیمی آمدی، *غرر الحکم و درر الکلم*، چاپ: دوم، (قم، دار الکتاب الاسلامی، 1410ق)، 528۔

24. Majlisi, *Bihar al-Anwar*, Vol. 33, 490; Abbas, Qomi, *Safina al-Bahar*, Vol.3, (Qom, Iswah, 1414 AH), 575; Al-Razi, *Nahj al-Balaghah*, 377.

مجلسی، بحار الانوار، ج33 ، 490؛ عباس، قمی، سفینۃ البحار، ج3، (قم، اسوہ، 1414ق)، 575؛ الرضی، نہج البلاغۃ 377۔

25. Ali bn Muhammad Laisey, Wasti, *Ahyon al-Hukam wa al-Muwaaz*, (Qom, Dar al-Hadith, 1376 SH), 42; Amadi, *Gharr al-Hakam wa Darr al-Kalam*, Chap. II, 36.

علی بن محمد لیثی، واسطی، عیون الحکم والمواعظ، (قم، دار الحدیث، 1376ش)، 42؛ آمدی، غرر الحکم ودرر الکلم، چاپ دوم، 36۔

26. Al-Razi, *Nahj al-Balaghah,* 502; Al-Razi, *Nahj al-Balaghah,* Vol. 68, 341.

الرضی، نہج البلاغۃ، 502؛ المجلسی، بحار الانوار، ج68، 341۔

27. Al-Razi, *Nahj al-Balaghah,* 376.

الرضی، نہج البلاغۃ، 376۔

28. Mianji, *Makatib al-Ihmama alaihim salam*, Vol. 1, 480.

میانجی، مکاتیب الائمۃ علیہم السلام، ج1، 480۔